

١٣٠٨ هـ

الحرف الحسن

في الكتابة على الكفن

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي قادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠ هـ

RIDAWI

رضا

PRESS

ضروری نوٹ



فتاویٰ رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاویٰ کا مصورہ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور **رضوی پریس** نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاویٰ رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جلیلہ کے سبب فتاویٰ مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزا ہم اللہ احسن الجراء

رسالہ

المحرف المحسن في الكتابة على الكفن

(کفن پر لکھنے کے بائے میں عمدہ گفتگو)

مشئلہ از ماہرہ مطہرہ باغ پختہ مرسلہ حضرت صاحبزادہ سید محمد ابراہیم صاحب ۹ رجب ۱۳۰۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پارچہ کفن جو اماکن متبرکہ سے آئے اور اس پر آیات کلام اللہ
و احادیث وغیرہ لکھی ہوں وہ میت کو پہنانا کیسا ہے اور حجرہ قبر میں رکھنا کیسا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي سترنا بذيل كرمه في حياتنا وبعد السموات وفتح علينا في التوسل بأياته وشعائره ابواب البركات والسلام على من تبارك بأشارة الكريمة الاحياء و الاموات وحى ويحيى بمطار فيوضه العظيمة كل موات وعلى اله و صحبه واهله و حذبه

سب خوبیاں اللہ کے لئے جس نے اپنے دامن کرم سے ہمیں ہماری زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی چھپایا، اور اپنی آیات و شعائر سے توسل میں ہمارے اوپر پرکتوں کے دروازے کھولے۔ اور درود و سلام ہو ان پر جن کے آثار گرامی سے زندے اور مردے سبھی نے برکت حاصل کی اور جن کے عظیم فیوض کی بارشوں سے ہر بے جان کو زندگی ملی اور ملتی ہے۔ اور درود و سلام ہو ان کی آل، اصحاب، اہل اور جماعت پر؛

عدد کل ماض و آت۔

بہرگز نشہ آئندہ کی تعداد کے برابر۔ (ت)

یہاں پار مقام ہیں،

اول فقہ حنفی سے کفن پر لکھنے کا جزئیہ کہ بدرجہ اولیٰ قبر میں شجرہ رکھنے کا جزئیہ ہوگا۔ اور اُس کے مؤید احادیث و روایات۔

دوہر احادیث سے اس کا ثبوت کہ معطلات دینہ میں کفن دیا گیا یا بدن میت پر رکھی گئیں اور اسے محل تعظیم نہ بنانا۔

سوہر بعض متاخرین شافعیہ نے جو کفن پر لکھنے میں بے تعلیمی خیال کی اس کا جواب۔

چہا درہر قبر میں شجرہ رکھنے کا بیان۔ وباللہ التوفیق

مقام اول: ہمارے علماء کرام نے فرمایا کہ میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اس کے لئے امید مغفرت ہے۔

(۱) امام ابو القاسم صفار شاگرد امام نصیر بن یحییٰ تمیزی شیخ المذہب سیدنا امام ابو یوسف و محرر المذہب سید امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح و روایت کی۔

(۲) امام نصیر نے فعل امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تائید و تقویت کی۔

(۳) امام محمد بزازی نے و جیز کردی (۴) علامہ مدق علانی نے در مختار میں اُس پر اعتماد فرمایا۔

(۵) امام فقیہ ابن عجل و غیرہ کا بھی یہی معمول رہا۔

(۶) بلکہ امام اہل طاؤس تابعی شاگرد سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ انہوں نے اپنے کفن میں عہد نامہ لکھے جانے کی وصیت فرمائی اور حسب وصیت اُن کے کفن میں لکھا گیا۔

(۷) بلکہ حضرت کثیر بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور صحابی ہیں خود اپنے کفن پر کلمہ شہادت لکھا۔

(۸) بلکہ امام ترمذی حکیم الہی سیدی محمد بن علی معاصر امام بخاری نے نوادر الاصول میں روایت کی کہ خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

من کتب هذا الدعاء وجعله بيت صدر

الميت وكفنه في راحة لم ينله عذاب

القبر ولا يری متکرا و نکیراً و هو هذا

لا اله الا الله والله اکبر لا اله الا الله

جو یہ دعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے

رکھ دے اُسے عذاب قبر نہ ہونہ منکر نکیر نظر آئیں،

اور وہ دعا یہ ہے، لا اله الا الله و الله

اکبر لا اله الا الله و الله و الله

وحدۃ لا شریک لہ لا الہ الا اللہ لہ الملک
 ولہ الحمد لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ
 الا باللہ العلی العظیم

نیز ترمذی میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دعا پڑھے:

اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ اِنِّیْ اَعْهَدُ
 اِلَيْكَ فِیْ هَذِهِ الْحَيٰةِ الدُّنْيَا بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحَدِّدْ لَكَ شَرِيْكَ لَكَ وَاَنْتَ
 مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَلَا تُكَلِّبْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فَاَنْتَ اَنْ تَكْلِنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تَقْرِبْنِیْ مِنَ الشَّرِّ
 تَبَاعَدْنِیْ مِنَ الْخَيْرِ وَرَاقِیْ لَا اَتَّقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاَجْعَلْ رَحْمَتَكَ لِیْ عَهْدًا اِعْنَدَكَ
 تُوَدِّیْهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْوَعْدَ

فرشتہ اسے لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لئے اٹھا رکھے، جب اللہ تعالیٰ اُس بندے کو قبر سے اٹھائے، فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جگہ اُسے عہد والے کہاں ہیں، انھیں وہ عہد نامہ دیا جائے۔ امام نے اسے روایت کر کے فرمایا:

وعن طاوُس انه امر بهذہ الکلمات فکتبت
 فی کفنه

امام فقیر ابن عجلیل نے اسی دعائے عہد نامہ کی نسبت فرمایا:

اذ کتب هذا الدعاء وجعل مع الميت
 فی قبره وقاه الله فتنة القبر وعذابه

(۹) یہی امام فرماتے ہیں:

من کتب هذا الدعاء فی کفن الميت دفع
 جو یہ دعائیت کے کفن میں لکھے اللہ تعالیٰ قیامت تک

- ۱۔ فتاویٰ کبریٰ بحوالہ ترمذی باب الجنائز مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۲
 ۲۔ نوادر الاصول اصول الرابع والسبعون والمائة دار صادر بیروت ص ۲۱۷
 ۳۔ الدر المنثور بحوالہ الحکیم الترمذی تحت الامن اتخذ عند الرحمن عهدا غشورات مکتبہ آیۃ اللہ قم ایران ۲۸۶/۲
 ۴۔ فتاویٰ کبریٰ بحوالہ ابن عجلیل باب الجنائز دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۲

اور حنوط کی خوشبو لگائی، پھر مولیٰ علی کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد کوئی مجھے نہ کھولے اور اسی کفن میں دفن فرمادی جائیں۔ میں نے پوچھا کسی اور نے بھی ایسا کیا، کہا ہاں کثیر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اور انہوں نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا تھا، کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ لا الہ الا اللہ۔

فلبستہا وصت من الحنوط ثم امرت علیا ان لا تکشف اذا هی قبضت وان تدرج کما ہی فی اکفانہا فقلت له هل علمت احدا فعل نحو ذلك قال نعم کثیر بن عباس ، وکتب فی اطراف اکفانہ یشہد کثیر بن عباس ان لا الہ الا اللہ۔

وجیز امام کروری کتاب الاستحسان میں ہے :

ذکر الامام الصفار لو کتب علی جہتہ المیت او علی عمامتہ او کفنہ عہد نامہ ، یرجی ان یغفر اللہ تعالیٰ للمیت ، ویجعلہ امانا من عذاب القبر۔

پھر فرمایا :

قال نصیر ہذا سوا یتہ فی تجویز وضع عہد نامہ مع المیت وقد روی انہ کا مکتوبہ مکتوبا علی الخداد فراس فی اصطلب الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس فی سبیل اللہ۔

(۱۱) در مختار میں ہے :

کتب علی جہتہ المیت او عمامتہ او کفنہ عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیت او بعضہم ان یکتب فی جہتہ وصدقہ بسم اللہ

امام صفار نے ذکر فرمایا کہ اگر میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھ دیا جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور عذاب قبر سے مامون کرے۔

امام نصیر نے فرمایا: یرت کے ساتھ عہد نامہ رکھنے کے برائے روایت ہے اور بیشک مروی ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصطلب میں کچھ گھوڑوں کی رانوں پر لکھا ہوا تھا کہ وقف فی سبیل اللہ۔

مردے کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اُس کے لئے بخشش کی امید ہے۔ کسی صاحب نے وصیت کی تھی کہ ان کی پیشانی اور سینے پر بسم اللہ الرحمن

لہ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۱۳۳ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۲/۲۳
لہ فتاویٰ بزاز علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاحسان مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۶/۳۹
لہ ایضاً

الرحیم لکھ دیں، لکھ دی گئی پھر خواب میں نظر آئے، حال پوچھنے پر فرمایا جب میں قبر میں رکھا گیا عذاب کے فرشتے آئے جب میری پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی دیکھی کہا تجھے عذاب الہی سے امان ہے۔

بعض علماء نے نوادر الاصول امام ترمذی سے وہ حدیث نقل کی جس کا مقتضی یہ ہے کہ یہ دُعا اصل رکھتی ہے، نیز ان بعض نے نقل کیا کہ امام فقیہ ابن عجمیل اس کے لکھنے کا حکم فرمایا کرتے، پھر خود انہوں نے اس کے جواز کتابت پر فتویٰ دیا اس قیاس پر کہ زکوٰۃ کے چوپایوں پر لکھا جاتا ہے اللہ (یہ اللہ کے لئے ہیں)۔

اس فتوے کو بعض دیگر علماء نے برقرار رکھا (۱۴) اور اس کی تائید میں بعض اور علماء سے نقل کیا کہ غرض صحیح کے لئے ایسا کرنا مطلوب ہوگا اگرچہ معلوم ہو کہ اسے نجاست پہنچے گی۔

یہ انہوں نے نقل کیا پھر اس پر کلام کیا اور اس پر کلام ہے، جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ اور توفیق خدا ہی سے ہے۔ (ت)

الرحمن الرحیم ففعل ثم روى في المنام فسئل فقال لما وضعت في القبر جاء تني ملكة العذاب فلما رأوا مكتوبا على جبهتي بسم الله الرحمن الرحيم قالوا أمنت من عذاب الله (۱۲) فتاویٰ کبریٰ لکھی میں ہے :

نقل بعضهم عن نوادر الاصول للترمذی ما يقتضى ان هذا الدعاء له اصل وان الفقيه ابن عجميل كان يأمر به ثم افتى بجواز كتابته قياسا على كتابة الله في نعم الزكوة۔

(۱۳) اسی میں ہے :

واقره بعضهم بانہ قيل يطلب فعله لغرض صحيح مقصود، فابيح وان علم انه يصيبه نجاسة۔

هذا مما اثر ثم نظر وفيه نظر كما سيأتي وبالله التوفيق۔

مقام دوم : احادیث مؤیدہ

اقول (۱۵) حدیث صحیح میں ہے بعض اجلہ صحابہ نے کہ غالباً سیدنا عبد الرحمن بن عوف یا

۱۲۶/۱ مطبوعہ مطبع مجتہبائی دہلی باب در مختار باب صلوة الجنائز
۱۲/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت باب الجنائز باب الجنائز
۱۲۶/۱ ۱۲/۲ ۱۲۶/۱ ۱۲/۲

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تہ بند اقدس (جو کہ ایک بی بی نے بہت محنت سے خوبصورت بن کر نذر کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُس کی ضرورت تھی) مانگا۔ حضور اجدد الاجدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انھیں ملامت کی کہ اُس وقت اس ازار شریف کے سوا حضور اقدس صلوات اللہ سلامہ علیہ کے پاس اور تہ بند نہ تھا، اور آپ جانتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی سائل کو رد نہیں فرماتے، پھر آپ نے کیوں مانگ لیا؟ انھوں نے کہا واللہ! میں نے استعمال کو نہ لیا بلکہ اس لئے کہ اس میں کفن دیا جاوے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی اس نیت پر انکار نہ فرمایا، آخر اسی میں کفن دئے گئے۔

صحیح بخاری میں ہے:

باب، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جس نے کفن تیار کیا اور آپ نے منع نہ فرمایا، حضرت عبد اللہ بن مسلمہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی کہ ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں خوبصورت بنی ہوئی حاشیہ والی چادر لائی، تمحصین معلوم ہے کہ کون سی چادر تھی، انھوں نے جواب دیا کہ وہ تہ بند ہے، کہا ہاں، اُس عورت نے عرض کیا کہ میں نے خود یہ چادر بنی ہے آپ کو پہننے کے لیے پیش کر رہی ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی خوشی سے قبول فرما تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو تہ بند کی صورت میں پہن کر باہر تشریف لائے تو فلاں صحابی نے اس تہ بند کی تمحصین کی اور عرض کیا یہ کتنی اچھی ہے مجھے عطا فرمادیجئے۔ اس پر حاضرین اسے کہا تو نے اچھا نہیں کیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے لیے پسند فرمائی تھی، تو نے یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ آپ کسی سائل کو مایوس نہیں فرماتے سوال کر لیا۔ اس نے جواب میں کہا کہ خدا کی قسم میں نے اسے پہننے کے لیے نہیں اپنے کفن کے لئے طلب کیا ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ چادر مبارک اس سائل صحابی کا کفن بنی۔ (ت)

باب من استعد الكفن في من النسي صلي الله تعالى عليه وسلم فلم ينكر عليه حدثنا عبد الله بن مسلمة فذكر بأسنا ده عن سهل رضي الله تعالى عنه ان امرأة جاءت النسي صلي الله تعالى عليه وسلم ببرد منسوجة فيها حاشيتها تدرون ما البردة قالوا لشملة قال نعم قالت نسجتها بيدي فجئت لأكسوكها فاخذها النبي صلي الله تعالى عليه وسلم محتاجا اليها فخرج اليها وانها انزارة، فحسنها فلان فقال اكسيتها ما احسنها، قال القوم ما احسنت لبسها النبي صلي الله تعالى عليه وسلم محتاجا اليها ثم سألته وعلمت انه لا يرد قال افى والله ما سألته لا لبسها وانما سألته لتكون كفضي قال سهل فكانت كفته.

(۱۶) بلکہ خود حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کفن میں اپنا تہبند اقدس عطا کیا اور غسل دینے والی بیبیوں کو حکم دیا کہ اُسے اُن کے بدن کے متصل رکھیں۔ صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے :

قالت دخل علينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رأيتن ذلك بقاء وسدر واجعلن في الاخرة كافورا اوشينا من كافور فاذا فرغتن فاذنتي فلما فرغنا اذناه فالقينا حقه فقال اشعرنها يا اية الله
فرماتی ہیں ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے جب ہم ان کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں، فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ، یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ، اور آخری بار کافور ملا لینا، فارغ ہونے کے بعد مجھے اطلاع دینا۔ ہم نے جب غسل دے لیا تو حضور کو خبر دی۔ سرکار نے اپنا تہبند ہمیں دیا اور فرمایا اسے اس کے بدن سے متصل رکھنا۔ (ت)

(۱۷) علما فرماتے ہیں یہ حدیث مریدوں کو پیروں کے لباس میں کفن دینے کی اصل ہے۔ لمعات میں ہے،
هذا الحديث اصل في التبرك باثار الصالحين
وباسهم، كما يفعله بعض مریدی المشائخ
من لبس اقمصتهم في القبر
یہ حدیث صالحین کے آثار اور ان کے لباس سے برکت حاصل کرنے کے سلسلے میں اصل ہے جیسا کہ مشائخ کے بعض ارادت مند ان کی قمیصوں کا کفن پہنتے ہیں۔ (ت)

(۱۸) یونہی حضرت فاطمہ بنت اسد والدة ماجدة امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی قمیص اطہر میں کفن دیا۔

رواه الطبرانی في الكبير والادسط وابن حبان والحاكم وصححه و ابونعیم في الحلیة عن انس -
اسے معجم کبیر و معجم اوسط میں طبرانی نے اور ابن حبان اور حاکم نے بافادہ صحیح، اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

(۱۹) و ابوبکر بن ابی شیبہ في مصنفه اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت

۱۶۸/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی کتاب الجنائز
۳۱۸/۲ المعارف العلمیہ لاہور باب غسل میت فصل اول
۲۵۷/۹ مطبوعہ دار الکتب بیروت باب جمع الزوائد بحوالہ معجم اوسط باب مناقب فاطمہ بنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن جابر۔

جابر سے۔ (ت)

(۲۰) وابن عساکر عن علی۔

ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ (ت)

(۲۱) والشیرازی فی الالقباب وابن عبدالبر

اللقاب میں شیرازی نے اور ابن عبدالبر وغیرہم نے

وغیرہم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت

کیا۔ (ت)

(۲۲) اور ارشاد فرمایا کہ میں نے انہیں اپنا قمیض مبارک اس لئے پہنایا کہ یہ جنت کے لباس ہیں۔

ابولعیم نے معرفۃ الصحابہ اور ویلی نے مسند الفردوس میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی،

فرمایا جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ حضرت

قال لما ماتت فاطمة أمّ علی رضی اللہ تعالیٰ

فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا رسول اللہ

عنها خلعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا کرتا اتار کر انہیں

علیہ وسلم قمیضہ والبسہا ایسا،

پہنایا اور ان کی قبر میں لیٹے، جب قبر پر مٹی برابر ڈری گئی

واضطجع فی قبرها فلما سوّی علیہا

تو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج ہم نے آپ کا

التراب قال بعضهم یا رسول اللہ رأیناک

وہ عمل دیکھا جو حضور نے کسی کے ساتھ نہ کیا۔ فرمایا اسے

صنعت شیئا لم تصنعه باحد، فقال

میں نے اپنا کرتا اس لئے پہنایا کہ یہ جنت کے کپڑے

افی البستہا قمیضی لتبسن من ثیاب الجنة

پہنے اور اس کی قبر میں اس لئے لیٹا کہ قبر کے دبانے

واضطجعت معها فی قبرها لا تخفف عنها

میں اس سے تخفیف کروں یہ ابوطالب کے بعد

من ضغطة القبر، انہا کانت احسن خلق

خلق خدا میں سب سے زیادہ میرے ساتھ نیک لوگ

اللہ صنیعاً الی بعد ابی طالب۔

کرنے والی تھی۔ (ت)

(۲۳) بلکہ صحاح ستہ سے ثابت کہ جب عبداللہ بن ابی منافق کہ سخت دشمن حضور سیدہ المصعبہ رضی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم تھا جس نے وہ کلمہ ملعونہ لہن مرجعنا الی المدینة (جب ہم مدینہ لوٹیں گے الخ۔ ت) کہا، جہنم وصل

ہوا، حضور پر نور حلیم غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبداللہ

ابن ابی کی درخواست سے کہ صحابی جلیل ومومن کامل تھے، اُس کے کفن کے واسطے اپنا قمیض مقدس عطا فرمایا،

پھر اس کی قبر پر تشریف فرما ہوئے، لوگ اُسے رکھ چکے تھے، حضور طیب و طاہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس خبیث کو نکلوا کر لعابِ دہنِ اقدس اس کے بدن پر ڈالا اور قیض مبارک میں کفن دیا اور یہ بدلا اس کا تھا کہ روزِ بدر جب سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما گرفتار آئے برہنہ تھے، بوجہ طولِ قامت کسی کا گرتا ٹھیک نہ آتا اس مردک نے انھیں اپنا قیض دیا تھا۔ حضور عزیز صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا کہ منافق کا کوئی احسان حضور کے اہلبیت کرام پر بے معاوضہ نہ رہ جائے لہذا اپنے دو قیض مبارک اس کے کفن میں عطا فرمائے، و نیز مرتے وقت وہ ریاکار نفاق شعار خود عرض کر گیا تھا کہ حضور مجھے اپنے قیض مبارک میں کفن دیں، پھر اس کے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی، اور ہمارے کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ادب قدیم ہے کہ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔

یا رسول اللہ یا کریم یا روف یا رحیم اسألك
الشفاعة عند المولى العظيم والوقاية من
ناس الجحيم والامان من كل بلاء اليملى ولكل
من امن بك و بكتابك الحكيم عليك من ولاء
افضل صلوٰۃ و اكمل تسليم۔

اے اللہ کے رسول، اے کریم، اے روف، اے
رحیم! آپ سے رب عظیم کے حضور شفاعت، نارِ جہنم
سے حفاظت اور ہر دردناک بلا سے امان کا سوال
کرتا ہوں اپنے لئے اور ہر اس شخص کے لئے جو آپ پر
اور آپ کی حکمت والی کتاب پر ایمان لایا، آپ پر اور
آپ سے محبت رکھنے والوں پر بہتر درود اور کامل تر

www.KitaboSunnat.com

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شانِ رحمت دیکھ کر کہ اپنے کتنے بڑے دشمن کو کیسا نوازا ہے
ہزار آدمی قوم ابن ابی سے مشرف باسلام ہوئے کہ واقعی یہ علم و رحمت و عفو و مغفرت نبی برحق کے سوا دوسرے
سے متصور نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین و بارک وسلم، صحیحین وغیرہما صحاح و سنن میں ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان عبد اللہ
بن ابی لہما توفی جاء ابنہ الی النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اعطنی
قیصک اکفنه فیہ وصل علیہ واستغفر لہ
فاعطاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قیصہ الحدیث۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
کہ جب عبد اللہ بن ابی فوت ہوا اس کے فرزند نے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض
کیا یا رسول اللہ! اپنا گرتا عطا فرمائیں میں اسے
اس میں کفن دوں گا اور اسے اپنی صلوٰۃ و استغفار
سے نوازیں، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
انھیں اپنا گرتا عطا کر دیا۔ الحدیث (ت)

(۲۴) نیز صحیح بخاری وغیر میں ہے :

عن جابر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال ابي النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم عبد الله بن ابي
دقن بعد ما دفن فنفت فيه من ريقه
والبسہ قميصه ۱۱

(۲۵) امام ابو عمر یوسف بن عبد البر کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں فرماتے ہیں حضرت
امیر مغویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت میں فرمایا :

افى صحبت رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم فخرج لحاجة فابتعته ياداة فكسافى
احد ثوبيه الذى يلى جسده فخبأته
لهذا اليوم ، واخذ رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم من اظفارہ و شعرة
ذات يوم فاخذته ، فخبأته لهذا اليوم
فاذا انامت فاجعل ذلك القميص دون
كفنى مما يلى جسدى وخذ ذلك الشعر
والاظفار فاجعله فى فمى وعلى عيني
ومواضع السجود منى ۱۲

یعنی میں صحبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے شرف یاب ہوا۔ ایک دن حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ وسلمہ علیہ حاجت کے لئے تشریف فرما
ہوتے ہیں۔ میں لوٹا لے کر ہمراہ رکاب سعادت مآب
ہوا۔ حضور نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے
جوڑے سے ٹکڑا کر بدن اقدس کے متصل تھامے
العام فرمایا، وہ گرتا میں نے آج کے لئے چھپا رکھا تھا۔
اور ایک روز حضور نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
ناخن و مونے مبارک تراشے وہ میں نے لے کر اس
دن کے لئے اٹھا رکھے، جب میں مرجاؤں تو قمیص سر اپا تقدیس کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا
و مونے مبارک و ناخن ہائے مقدسہ کو میرے منہ میں اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر رکھ دینا۔

(۲۶) حاکم نے مستدرک میں بطریق حمید بن عبد الرحمن روایت کی ،
قال حدثنا الحسن بن صالح عن هارون
بن سعيد عن ابي وائل قال كان عند علي
بن سعيد من حسن بن صالح نے کہا ہم سے حسن بن صالح نے حدیث بیان
کی وہ ہارون بن سعید سے ، وہ ابو وائل سے راوی

۱۶۹/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۹۹/۳ مطبوعہ دار صادر بیروت
کتاب الجنازہ
کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب علی ہاشم الاصابۃ ترجمہ معاویہ بن سفیان

ہیں انھوں نے کہا۔ ت) کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے پاس مشک تھا وصیت فرمائی کہ میرے حنوط میں یہ مشک استعمال کیا جائے، اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حنوط کا بچا ہوا ہے۔ (اور اسے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا، کہا ہم سے حمید بن عبد الرحمن نے حدیث بیان کی آگے سند دی ہے، اور اسے بیہقی نے سنن میں روایت کیا۔ امام نووی نے فرمایا اس کی سند حسن ہے، اسے نصب الراية کتاب الجنائز میں ذکر کیا۔ ت)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسك، فاوصی ان یحفظ بہ ذقّال علی وهو فضل حنوط رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سکت علیہ المحاکم، ورواہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ قال حدثنا حمید بن عبد الرحمن یہ، ورواہ البیہقی فی سننہ، قال النووی اسنادہ حسن، ذکرہ فی نصب الراية من الجنائز۔ بیہقی نے سنن میں روایت کیا۔ امام نووی نے فرمایا اس کی سند حسن ہے، اسے نصب الراية کتاب الجنائز میں ذکر کیا۔ ت)

(۲۷) ابن السکن نے بطریق صفوان بن ہبیرہ عن ابیرہ روایت کی:

یعنی ثابت بنانی فرماتے ہیں مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ مومے مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے، اسے میری زبان کے نیچے رکھ دو، میں نے رکھ دیا، وہ یوں ہی دھن کئے گئے کہ مومے مبارک اُن کی زبان کے نیچے تھا (اسے اصباہ میں ذکر کیا گیا۔ ت)

قال قال ثابت البنانی قال لی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہذا شعرة من شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضعہا تحت لسانی، قال فوضعہا تحت لسانہ فدفن وہی تحت لسانہ، ذکرہ فی الاصابۃ۔

(۲۸) دلائل النبوة بیہقی وابن عساکر امام محمد بن سیرین سے راوی:

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک چھڑی تھی وہ ان کے سینے پر قمیص کے نیچے اُن کے ساتھ دفن کی گئی۔

عن انس بن مالک انہ کان عندہ عصیۃ لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمات فدفنت معہ بین جیبہ و بین قمیصہ۔

ان کے سوا ہرنگام تتبع اور نظائر ان وقائع کے کتب حدیث میں ملیں گے۔ ظاہر ہے کہ جیسے فقوش

- | | | | |
|-------|----------------------------------|---------------------------------|--|
| ۳۶۱/۱ | مطبوعہ دار الفکر بیروت | کتاب الجنائز | لے المستدرک علی الصحیحین |
| ۲۵۹/۲ | المکتبۃ الاسلامیۃ لصاحبہا الریاض | فصل فی الغسل | لے نصب الراية باب الجنائز |
| ۷۲/۱ | مطبوعہ دار صادر بیروت | انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ | لے الاصابۃ فی تیسرۃ الصحابہ ترجمہ نمبر ۲۷۷ |
| ۷۵/۵ | دار الفکر بیروت | ترجمہ انس بن مالک | لے مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر |

کتابت آیات و احادیث کی تعظیم فرض ہے یونہی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ردا و قمیض خصوصاً ناخن و
 مونے مبارک کی کہ اجزائے جسم اکرم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ کل جزاء جزاء و شعرة شعرة مندوبارک
 و سلم تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ان طریقوں سے تبرک کرنا اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے
 جائز و مقرر رکھنا بلکہ یہ نفس نفیس یہ فعل فرمانا جواز ناخن فیه کے لئے دلیل واضح ہے اور کتابت قرآن عظیم کی
 تعظیم زیادہ ماننا بھی ہرگز مفید تفرقہ نہیں ہو سکتا کہ جب علت منع خوف بخنیس ہے تو وہ جس طرح
 کتابت فرقان کے لئے ممنوع و مخلور یونہی لباس و اجزائے جسم اقدس کے لئے قطعاً ناجائز و محذور،
 پھر صحاح احادیث سے اس کا جواز بلکہ ندب ثابت ہوتا حکم دلالت النصوص اس کے جواز کی دلیل کافی،
 و لہ الحمد۔

مقام سوم: کفن پر آیات اسما۔ ادعیہ لکھنے میں جو شبہہ کیا جاسکتا تھا وہ یہی تھا کہ میت کا بدن
 شق ہونا، اس سے ریم وغیرہ نکلنا ہے، تو نجاست سے تلوث لازم آئے گا۔ اس کا نفیس ازالہ امام
 نفیس نے فرمادیا کہ اصطلب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گھوڑوں کی رانوں پر لکھا تھا، حبس فی
 سبیل اللہ تعالیٰ (وقف فی سبیل اللہ تعالیٰ ہے۔ ت) جو احتمال نجاست یہاں ہے وہاں بھی تھا تو معلوم ہوا کہ
 ایک امر غیر موجود کا احتمال نیت صالحہ و غرض صحیح موجود فی الحال سے مانع نہیں آتا۔ مگر ایک متاخر عالم شافعی المذہب
 امام ابن حجر کی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس جواب میں کلام کیا کہ ران اس پر لکھا صرف پہچان کے لئے تھا اور کفن پر لکھنے
 سے تبرک مقصود ہوتا ہے، تو یہاں کلمات محظوظہ اپنے حال پر باقی ہیں انھیں معرض نجاست پر پیش کرنے کی اجازت
 نہ ہوگی بلکہ

اسے امام ابن حجر کی نے اپنے فتاویٰ کبریٰ میں ذکر کیا
 اور علامہ شامی نے اسے نقل کرنے کے بعد اس کی
 پیروی کی، جیسا کہ ان کی عادت ہے اس لئے کہ میں
 نے بہت جگہ دیکھا کہ وہ اس شافعی فاضل کی پیروی
 کرتے ہیں جیسے یہاں کی باوجودیکہ ان کے ائمہ مذہب
 امام نصیر، امام صفار کی تصریح اور برازیہ و درمختار کی
 عبارت سامنے ہے۔ اسی طرح خطبہ میں ذکر سلاطین

ذکرہ فی فتاواہ الکبریٰ و اثرہ العلامة الشامی
 فتبعہ علی عاداتہ فانی سرائتہ کشیرا
 ما یتبع ہذا الفاضل الشافعی
 كما فعل ہہنا مع نص ائمة
 مذہبہ الامام نصیر و الامام
 الصفار و تصریح البرازیة
 والدر المختار و کذا فی

کے وقت خطیب کے ایک سیڑھی نیچے اتر آنے کے مسئلے میں اور مسئلہ اذانِ قبر میں اور رطوبتِ رحم کی نجاست کے بارے میں کہا جبکہ صحیح یہ ہے کہ امام اعظم کے نزدیک رطوبتِ فرج کی طہارت فرجِ خارج، رحم اور فرجِ داخل سبھی کو شامل ہے، جیسا کہ جہ الممتار میں اسے میں نے بیان کیا ہے۔

(ت)

مسئلہ نزول الخطیب درجۃ عند ذکر السلاطین وفي مسئلۃ اذان القبر وفي نجاسته رطوبة الرحم بالاتفاق مع ان الصواب ان طهارة رطوبة الفرج عند الامام يشمل الفرج الخاسر والرحم والفرج الداخل جميعا كما بينته في

جد الممتار۔

اقول قطع نظر اس سے کہ یہ فارق یہاں اصلاً نافع نہیں کیا بینتہ فیما علقتم علی رد المحتار (جیسا کہ میں نے اپنے حاشیہ رد المحتار میں اسے بیان کیا ہے۔ ت)، مقام ثانی میں جو احادیثِ جلیلہ ہم نے ذکر کیں وہ تو خاص تبرک ہی کے واسطے تھیں تو فرق ضائع اور امام نصیر کا استدلال صحیح و قاطع ہے۔

تھرا قول بلکہ خود قرآن عظیم مثل سورۃ فاتحہ و آیات شفا و غیرہ بالغرض شفا لکھ کر دھو کر پینا سلفاً خلقاً بلا تکبیر رائج ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے درودزہ کے لئے فرمایا،

تکتب لہا شیء من القرآن وتسقی بے قرآن مجید میں سے کچھ لکھ کر عورت کو پلائیں۔

امام احمد بن حنبل اس کے لئے حدیث ابن عباس، دعائے کرب اور دو آیتیں تحریر فرمایا کرتے،

لا الہ الا اللہ الحلیم الکرم سبوحن اللہ رب اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ
رب العلمین کانہم یوم یرونہا لہم یلبثوا الاعشیۃ اوضحہا کانہم یوم یرون

عہ بلکہ دیلمی نے مسند الفردوس میں ان سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اذا عسرت علی المرأة ولادتہا خذ اناء نظیفاً فکتب علیہ قولہ تعالیٰ کانہم یوم یرون ما یوعدون لہم یلبثوا الا ساعۃ من نهار بلعہ فهل یہلک الا القوم الفسقون کانہم یوم یرونہا لہم یلبثوا الاعشیۃ اوضحہا القداکانت فی قصصہم عبرۃ لا ولی الا للباب ثم یغسل وتسقی منہ المرأة وینضح علی بطنہا وقرحہا جس عورت کو جننے میں دشواری ہو پاکیزہ برتن پر آیتیں لکھ کر اسے پلائیں اور اس کے پیٹ اور فرج پر چھڑکیں۔

ذکرہ فی نزہۃ الاسرار معنیاً بالتفسیر بحر العلوم ۱۲

لہ قول عبد اللہ ابن عباس

لہ کنز العمال بحوالہ ابن السنی عن ابن عباس حدیث ۲۸۳۸۱ مؤتمتہ الرسالہ بیروت ۱۰/۱۳

ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعة من نهار

ان کے صاحبزادہ جلیل امام عبداللہ بن احمد سے زعفران سے لکھتے۔ امام حافظ ثقفی احمد بن علی ابو بکر مروزی نے کہا: میں نے ان کو بار بار اس سے لکھتے دیکھا۔ رواہ الامام الثقة الحافظ ابو علی الحسن بن علی الخلال العمکی (ان سے امام، ثقہ، حافظ ابو علی حسن بن علی خلال مکی نے روایت کیا۔ ت) حالانکہ معلوم ہے کہ پانی جزد و بدن نہیں ہوتا اور اس کا شانہ سے گزر کر آلات بول سے نکلنا ضرور ہے بلکہ خود زمزم شریف کیا متبرک نہیں، ولہذا اس سے استنجا کرنا منع ہے، درمختار میں ہے:

یکوہ الاستنجا بما من زمزم
لا اغتسال ی

آب زمزم سے استنجا مکروہ ہے
غسل نہیں۔ (ت)

روالمختار میں ہے:

وکذا انزاله النجاسة الحقیقة من ثوبه
او بدنه حتی ذکر بعض العلماء تحریم
ذلك

اور اس کا پینا اعلیٰ درجہ کی سنت، بلکہ کوکھ بھر کر پینا ایمان خالص کی علامت۔ تاریخ بخاری و سنن
ابن ماجہ و صحیح مستدرک میں بسند حسن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایة ما بیننا و بین المنافقین انهم
لا یتضلعون من زمزم شیء

ہم میں اور منافقوں میں فرق کی نشانی یہ ہے کہ وہ
کوکھ بھر کر آب زمزم نہیں پیتے۔
بلکہ بحمد اللہ تعالیٰ ہماری تقریر سے امام ابن حجر شافعی اور ان کے تابع کا خلاف ہی اٹھ گیا، اول نے اسے حدیث
سے ثبوت پر موقوف رکھا تھا،

۴۲۳/۳	المکتب الاسلامی بیروت	کتابات الآلام اضری	۱۰ مواہب اللدنیہ
۲۳۵/۱	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	باب ششم معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (رقیہ و ولادت)	مدارج النبوة
"	"	"	"
"	"	"	"
۱۸۲/۱	مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی	باب الہدی	۱۰ درمختار
۲۵۶/۲	ادارۃ الطباعة المصریہ مصر	"	۱۰ درمختار
۴۴۲/۱	دار الفکر بیروت	کتاب المناسک	۱۰ المستدرک علی الصحیحین

ان کا کلام یہ ہے "یہ کہنا کہ "غرض صحیح کے لئے ایسا کرنا مطلوب ہوگا اگرچہ معلوم ہو کہ اسے نجاست پہنچے گی" ناقابل قبول ہے کیونکہ اس طرح کی بات سے حجت قائم نہیں ہوتی، اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی طلب صحت کے ساتھ ثابت ہوتی تو حجت ظاہر ہوتی اور ایسا نہیں" (ت)

قال والقول بانہ قیل یطلب فعلہ الخ مردود لان مثل ذلك لا یحتج بہ وانما کانت تظهر الحجة لوصح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلب ذلك و لیس كذلك لیه

دوم نے حدیث یا قول مجتہد پر

قال فالمنع هنا بالاولی مالہ مثبت عن المجتہد او ینقل فیہ حدیث ثابت

انہوں نے کہا: تو یہاں ممانعت بدرجہ اولیٰ ہوگی جب تک کہ مجتہد سے اس کا ثبوت نہ ہو یا اس بارے میں کوئی حدیث ثابت منقول نہ ہو۔ (ت)

ہم نے متعدد احادیث صحیحہ سے اسے ثابت کر دیا اور امام نصیر و امام قاسم صفار نے خود ہمارے مذہب کے ائمہ مجتہدین سے ہیں، بالجملة حکم جواز ہے اور اگر بلحاظ زیادت احتیاط کفن پر لکھنے یا لکھا ہوا کفن دینے سے اجتناب کرے تو جوادارد۔ اس بحث کی تکمیل و تفصیل فقیر نے تعلیقات رد المحتار میں ذکر کی، اس کا یہاں ذکر نہ فرمایا تھا،

صدقہ کے جانوروں کے بارے میں جو آیا ہے اس پر اس کا قیاس ممنوع ہے اس لئے کہ وہاں امتیاز مقصود ہے تبرک نہیں اور یہاں برکت لینا مقصود ہے تو عظمت والے اسماء اپنے حال پر باقی رہیں انہیں معرض نجاست میں لانا جائز نہ ہوگا ۱۵، علامہ شامی نے اسے برقرار رکھا۔ (ت)

قیاس، علی ما فی نعم الصدقة ممنوع لان القصد تم التمییز لا التبرک و هنا القصد التبرک فالاسماء المعظمة باقیة علی حالہا فلا یجوز تعریضہا للنجاسة واقرة ش۔

فقیر نے اس پر تعلیق کی:

۱۳/۲	دارالکتب العلمیة بیروت	باب الجنائز	۱۵ فتاویٰ ابن حجر مکی
۶۰۶/۱	ادارة الطباعة المصریة مصر	باب صلوة الجنائز	۱۵ رد المحتار
۱۳/۲	دارالکتب العلمیة بیروت	باب الجنائز	۱۵ فتاویٰ ابن حجر مکی

اقول هذا الفرق لا يجدي نفعاً وكيف
 يسلم ان قصد التمييز يسقط تعظيم
 ماوجب تعظيمه شرعاً اقتبدل به اعيان
 الاسماء العظيمة فهو باطل عياناً لا يبراد
 بهما معانيها بل تكون الفاظ مستعملة في
 معان اخرى او من دون معنى وهذا
 ايضاً باطل قطعاً فان قولنا الله او جيس في
 سبيل الله انما يفيد التمييز ويفهم
 الصدقة بالنظر الى معانيها الموضوعه
 لها لا غيراً اذا استعملت الكلمات
 المعظمة في معانيها وكاف الغرض
 هنالك افهام امر ما سوى نحو التبرك
 يخرجها ذلك عن كونها معظمة
 واعم دليل من الشرع على
 ذلك بل الدلائل بل البداهة
 ناطقة بخلافه ولو ان مجرد
 قصد غرض اخر غير نحو
 التبرك كان يسقط التعظيم فليجزئ توسد
 القران العظيم بل اولى لان
 الغرض ثم لا يتم الا باسم
 الجلالة من حيث هو اسم
 الجلالة اما ههنا فنظر المتوسد
 ليس الى قرآنيته من حيث
 هي بل الى حجمه وضخامة
 جلده واذا جاز ذلك لذلك جاز

اقول یہ تفریق بے سود ہے، یہ کیسے تسلیم
 کیا جا سکتا ہے کہ امتیاز کا قصد ایسی چیز کی تعظیم
 ساقط کرے جس کی تعظیم شرعاً واجب ہو۔ اگر یہ
 کہیں کہ اس قصد کی وجہ سے عظمت والے اسم کی
 حقیقت ہی بدل جاتی ہے تو اس کا بطلان عیاں ہے
 اور یہ کہیں کہ ان سے ان کے معانی مراد نہیں ہوتے بلکہ
 یہ دوسرے معانی میں مستعمل الفاظ ہو جاتے ہیں یا معنی
 سے خالی ہو جاتے ہیں۔ تو یہ قطعاً باطل ہے
 کیونکہ کلمہ "لله" (خدا کے لئے) یا "جیس" فی
 سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں وقف) امتیاز و نشان
 کا فائدہ بھی دیتا ہے اور اپنے وضعی معنی کے لحاظ
 سے مال صدقہ ہونے کو بھی بتاتا ہے کوئی اور معنی
 نہیں دیتا۔ اور اگر یہ کہیں کہ عظمت والے کلمات
 جب اپنے معانی میں مستعمل ہوں اور وہاں تبرک کے
 سوا کوئی اور بات سمجھائی بھی مقصود ہو تو وہ با عظمت
 نہیں رہ جاتے۔ تو اس پر کون سی دلیل شرعی ہے؟
 بلکہ دلائل بلکہ بدہت اس کے خلاف ناطق ہے تبرک
 جیسے امر کے سوا کسی اور غرض کا محض قصد ہو جانا
 اگر تعظیم کو ساقط کر دیتا ہے تو چاہئے کہ قرآن عظیم
 کا تکیہ لگانا جائز ہو بلکہ بدرجہ اولیٰ، اس لئے کہ وہاں
 جو غرض ہے وہ اسم جلالہ بحیثیت اسم جلالہ کے
 بغیر پوری نہیں ہوتی۔ اور یہاں تو تکیہ لگانے
 والے کی نظر اس کی قرآنی بحیثیت قرآنیہ کی جانب
 نہیں ہوتی بلکہ اس کے حجم اور جلد کی ضخامت کی جانب
 ہوتی ہے۔ اور اس بنیاد پر جب وہ جائز ہو جائے

تو معاذ اللہ یہ بھی جائز ہو جائے گا کہ مصحف شریف
زمین پر رکھ کر اس پر بیٹھ رہے اس غرض سے کہ
اس کے کپڑے مٹی سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ یہ لید
اور پیشاب وغیرہ پڑنے کی جگہ لانے سے بڑھ کر نہیں
جسے کوئی جائز نہیں کہہ سکتا۔

ہو سکتا ہے کوئی یوں علت پیش کرے کہ جنب
اور حائض و نفاس کے لئے دعا و ثنا کے ارادے سے
سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنا جائز ہے اور بقصد تلاوت
جائز نہیں۔

اقول محقق حلبی نے علیہ میں اس سے اختلاف
کیا ہے اور جواز صرف اتنی مقدار سے خاص کیا ہے
جس سے تعدی واقع نہیں ہوتی، یعنی تین آیت سے
کم ہی پڑھنے کا جواز ہے۔ مجھے اس میں بھی کلام
ہے۔ میرے نزدیک حتیٰ یہ ہے کہ دعایا ثنا کی نیت
سے جواز کا حکم۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بطور
رحمت و فضل بندوں پر وسعت دینے کے لئے۔
خلافت قیاس وارد ہے تو اس پر قیاس روا نہیں
علاوہ ازیں جنب کے لئے مما نعت نفس الفاظ
کے باعث نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ قرآن ہیں
یعنی اللہ عز و جل کا وہ کلام جو اس کے نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہے دو فقہیوں کے درمیان
ثبت ہے اس لحاظ سے کہ وہ قرآن ہیں یہاں تک
کہ اگر فرض کیا جائے کہ وہ الفاظ حدیث ہیں تو جنب
کے لئے ان کی قرأت حرام نہ ہوگی۔ تو جب
ان کی قرأت اس طور پر ہو کہ خود اپنی جانب سے

ایضا والعیاذ باللہ تعالیٰ ان یضع المصحف
الکریم علی الارض و یجلس علیہ
توقیالشیابہ من التراب فانہ لیس باعظم
من التعریض للابوال و الارواث الی
غیر ذلک مما لا یخیزہ احد۔

و لعل معتدا یعتل بجوانر قراءۃ
امثال الفاتحة للجنب و اختیہ اذا قصدوا
الثناء و الدعاء دون
التلاوة۔

اقول نائزہ المحقق الحلبي
في الحلية وخص الجواز بما لا يقع
به التحدی ای مادون قدرثلث
آیات ولی فی هذا ایضا كلام و الحق
عندی ان الجوانر بنیة الدعاء
و الثناء و رد علی خلاف القیاس توسعة
من الله تعالیٰ بعیدة رحمة منه و
فضلا فلا یجوز القیاس علیہ علا
ان منع الجنب لم یکن لنفس الالفاظ
بل لكونها قرأنا ای كلام الله
عز و جل النازل علی نبیه صلی الله
تعالیٰ علیہ وسلم المثبت بین
الدفتین من حدیث هو کذلک حتی لو فرض
ان تلك الالفاظ كانت حدیثا لم یحرم
علیه قراءته فاذا قرأت علی جهة
انشاء كلام من عند نفسه

ایک کلام انشا کر رہا ہے تو جو نسبت باعثِ ممانعت تھی وہ ملحوظ نہ رہ گئی۔ لیکن یہاں تو تعظیم خود ان ہی الفاظ کے باعث ہے جو ان معانیِ عظمت کے لئے وضع ہوئے ہیں۔ اور کتابت میں یہ اپنے حال پر باقی ہیں۔ تو اسے سمجھو۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے صراحت فرمائی ہے کہ نیتِ منطوق کو بدلنے میں اثر انداز ہوتی ہے مکتوب میں نہیں۔ جیسا کہ علامہ شامی نے باب المیاء سے ذرا قبل اس کو نقل کیا اور برقرار رکھا ہے۔

ثم اقول بر تقدیر تسلیم — اونٹوں کی ران پر جو لکھا جاتا اُس کو حروف ماننے سے مفر نہیں — اور حروفِ بھی خود با عظمت ہیں، انھیں معرضِ نجاست میں لانا جائز نہیں۔ ایسا کیوں ہو جب کہ یہ وہ قرآن ہے جو سیدنا ہود علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا، جیسا کہ علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ردالمحتار میں اسے بعض قراء سے نقل کیا ہے اور اس سے پہلے امام قسطلانی کی کتاب "الاشارۃ فی علم القراءات" کے حوالے سے سید عبدالغنی نابلسی سے نقل کیا — اور اسی میں علامہ شامی نے یہ بھی لکھا ہے کہ خود یہ حروف محترم ہیں اہ — یہ بھی

لم یبق النسبة المانعة ملحوظة اما ههنا فالتعظیم لنفس تلك الالفاظ الموضوعه لتلك المعانی المعظمة وهی باقیة فی الكتابة علی حالها فافهم مع ان العلامة سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نص علیہ ان النیة تعمل فی تعویر المنطوق لا المکتوب كما نقله العلامة شامی قبیل المیاء و اقره.

ثم اقول علی التسلیم لامحیص عن کونہ اعنی ما کتب علی الخاذا لابل حروفا و حروف المہجاء المعظمة یا نفسها لا یجوز تعویر فیها للنجاسة کیف وانہا علی ما ذکر الزرقانی فی شرح المواہب قرآن انزل علی سیدنا ہود علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و کذا نقلہ فی رد المحتار عن بعض القراء و قد مر عن سیدی عبدالغنی عن کتاب الاشارات فی علم القراءات للامام القسطلانی و قال اعنی الشامی فیہ ان الحروف فی ذاتہا احتراماً اہ، و

۱۱۹/۱	مطبوعہ الطباعۃ المصریہ مصر	کتاب الطہارۃ	رد المحتار
۲۲۴/۱	" " "	فصل الاستنجار	"
۱۱۹/۱	" " "	"	"

لکھا ہے کہ علماء نے نقل فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک حروف کی عزت و حرمت ہے اگرچہ یہ الگ الگ ہوں اھ۔ — ہندیہ میں ہے اگر حرف کو حرف سے مجھ کر دیا، یا فرش یا جانماز میں بعض حروف پر اس طرح سلائی کر دی گئی کہ پورا لفظ مستعمل نہ رہا تو بھی کراہت ختم نہ ہوتی۔ اسی طرح اگر اس پر صرف الملک ہو، اسی طرح اگر صرف الف اور صرف لام ہو، ایسا ہی کبریٰ میں ہے۔ — اگر نشانہ نگانے کی جگہ فرعون کا نام لکھ دیا گیا یا ابوجہل لکھا گیا تو اس پر تیر مارنا مکروہ ہے اس لئے کہ ان حروف ہی کی عزت و حرمت ہے، ایسا ہی سراجیہ میں ہے اھ۔ — بلکہ درمختار وغیرہ میں تصریح ہے کہ نئے قلم کا تراشا پھینکنا جائز ہے اور مستعمل قلم کا تراشا پھینکنا جائز نہیں کیونکہ وہ محترم ہے، جیسے مسجد کی گھاس اور کڑا لسی جگہ نہ ڈالا جائے جہاں بے حرمتی ہو۔ ردالمحتار میں ہے: کتابت کے کاغذ کا بھی احترام ہے اس لئے کہ وہ کتابت علم کا سامان ہے۔ اسی لئے تاتاریخانیہ میں اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ اس کی تعظیم دین کے آداب سے ہے اھ۔ — توجب یہ حکم قلم کے تراشے اور بغیر لکھے ہوئے کاغذ کی بیاض کے بارے میں ہے تو حروف کے

قال ایضاً نقلوا عندنا ان للحروف حرمة ولومقطعة اھ وفي الهندية لوقطع الحروف في الحرف او خيط على بعض الحروف في البساط او المصلى حتى لم يبق الكلمة متصلة لم تسقط الكراهة وكذلك لو كان عليه الملك لا غير وكذلك الالف وحدها واللام وحدها كذا في الكبرى اذا كتب اسم فرعون او كتب ابو جهل على غرض يكره ان يروا اليه لانت لك الحروف المحرمة كذا في السراجية اھ بل صرح في الدر المختار وغيره انه يجوز رمي براءة القلم الجديد ولا ترمي براءة القلم المستعمل لاحترامه كخشيش المسجد وكناسته لا يلتقي في موضع يخل بالتعظيم اھ وفي رد المحتار ورق الكتابة له احترام ايضاً لكونه آلة للكتابة العلم ولذا اعلمه في التاتارخانية بان تعظيمه من ادب الدين اھ

فاذا كان هذا في براءة القلم وبياض الورق الغير المكتوب

۲۲۷/۱	مطبوعه الطباعة المصرية مصر	فصل في الاستنجار	رد المحتار
۳۲۳/۵	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الخامس في آداب المسجد	فتاویٰ ہندیہ
۳۲/۱	مطبع مجتہبائی دہلی	کتاب الطہارۃ	رد مختار
۲۲۷/۱	ادارة الطباعة المصرية مصر	فصل في الاستنجار	رد المحتار

قما ظنك بالحروف فاذن لاشك في صحة
الاستناد ولا بد من اخراج كتابات ابل
عن الاخلاص بالتعظيم -

واقول يظهر في النظر الحاضر ان
ليس الامتهان من لازم تلك
الكتابة ولا هو موجود حين فعلت
ولا هو مقصود لمن فعل وانما امراد
التمييز وانما الاعمال بالنيات و
انما لكل امرئ ما نوى قال في
جواهر الاخلاص ثم الفتاوى
الهندية لا بأس بكتابة اسم
الله تعالى على الدرهم لان قصد
صاحبه العلامة لا التهاون ثم
وهذا لاشك انه جار فيما نحن فيه
فليس التنجيس من لازم الكتابة
ولا هو موجود ولا مقصود وانما
المراد التبرك الى اخر ما مر
فان قنع به هذا فذاك والا فاما
ايدتم من الوجه في ذلك فانه
يجرى فيما هنالك ولا يظهر
فرق يغير المسالك -

بارے میں کیا ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ صحبت
استناد میں کوئی شک نہیں۔ اور دونوں والی تحریروں
کو بے حرمتی سے خارج ماننا ضروری ہے۔

واقول (اور میں کہتا ہوں) بنظر حاضر مجھے
یہ خیال ہوتا ہے کہ اہانت اس تحریر کو لازم نہیں،
نہ ہی بروقت تحریر اہانت کا وجود ہے، نہ ہی یہ لکھنے
والے کا مقصود ہے۔ اس کا مقصد صرف امتیاز
پیدا کرنا اور نشان لگانا ہے۔ اور اعمال کا مدار
نیعتوں پر ہے اور ہر انسان کے لئے وہی ہے جس
کی اس نے نیت کی۔ جو اہر اخلاصی پھیر
فتاویٰ ہندیہ میں ہے: درہم پر اللہ کا نام تحریر
کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ تحریر کرنے
والے کا مقصد صرف نشان ہوتا ہے، اہانت
نہیں اہ۔ یہ بات بلاشبہ تحریر کفن میں بھی
جاری ہے اس لئے کہ نجاست آلود کرنا اس
تحریر کو لازم نہیں، نہ ہی بروقت اس کا وجود ہے
نہ ہی وہ مقصود ہے، مقصود صرف برکت حاصل
کرنا ہے۔ وہ ساری باتیں جو گزر چکیں۔ اگر
مخالف اسے مان لے تو ٹھیک ہے ورنہ اس میں
آپ جو بھی وجہ بتائیں وہ یہاں بھی جاری ہوگی اور
کوئی ایسا فرق رونمانہ ہوگا جس سے راہیں مختلف
ہو جائیں۔

اگر یہ کہتے کہ اونٹوں میں آلودگی نجاست کا یقین نہیں خواہ پالتراؤنٹ کی ران کے پہلو پر رکھائی ہو کہ اونٹ پیشاب کرتے وقت اپنی ٹانگوں کو کھول لیتا ہے تو کھلے جنگل میں رہنے والے جانوروں پر رکھائی میں کیسے یقینی ہو سکتی ہے۔ میں کہوں گا کفن دینے میں بھی یہ یقینی نہیں، اس لئے کہ ہر جسم بوسیدہ نہیں ہوتا اولیاء، باعمل علماء، شہدار، طالبِ ثواب مؤذن، باعمل حافظِ قرآن، سرحد کا پاسبان، طاعون میں صبر کے ساتھ اور اجر چاہتے ہوئے مرنے والا، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا، ان کے بدن بگڑتے نہیں اسے علامہ زرقانی نے شرح مؤطا میں جامع الجنائز سے نقل کیا اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پھر صدیقین اور خدا کے محبوبین کو ذکر کر کے ان کی تعداد کامل دس کر دی ہے۔ اور میں نے ان دونوں قسموں کو لفظ اولیاء میں شامل کر دیا۔

مؤذن کے ساتھ محتسب (طالبِ ثواب) کی قید تبصریح حدیث ثابت ہے۔ طبرانی نے عبد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ سرکار نے فرمایا: مؤذن محتسب اپنے خون میں آلودہ شہید کی طرح ہے جب وہ مرتا ہے تو قبر کے

فان قلت التنجیس فی الابل غیر مقطوع بہ حتی فی الجانب الایسی من انخاذاھا لانھا تتفاجح حین تبول فکیف بالوحشی المكتوب علیہ قلت لا قطع فی التکفین ایضا فلیس کل جسد یبلی فان الاولیاء والعلماء العاملین والشهداء والمؤذن المحتسب وحامل القرآن العامل بہ والمرابط والمیت بالطاعون صابرا محتسبا والمکثر من ذکر اللہ تعالیٰ لا تتغیر ابدانہم نقلہ العلامة الزرقانی فی شرح المؤطا من جامع الجنائز وجعلہم عشرة کاملۃ بذکر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ثم الصدیقین والمحبین للہ تعالیٰ وجمعت ہذین فی قول الاولیاء۔

ثم تفتید المؤذن بالمحتسب هو نص حدیث اخر جہ الطبرانی عن عبد اللہ بن عمرو ورضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال المؤذن المحتسب كالشہید (المشتط) فی دمہ واذمات لم یدود فی قبرہ

اندر اس کے بدن میں کیرے نہیں پڑتے۔ اور یہی حضرت مجاہد کے اس اثر کی بھی مراد ہے کہ اذان دینے والے روز قیامت سب لوگوں سے زیادہ گردن دراز ہوں گے اور قبروں کے اندران کے جسم میں کیرے نہ پڑیں گے۔ اسے عبدالرزاق نے روایت کیا۔ اس کی (یہاں بھی محتسب کی قید ملحوظ ہونے کی) دلیل جز اول اطول الناس (سب لوگوں سے زیادہ گردن دراز) ہے۔

حافظ قرآن سے متعلق ابن مندہ کی حدیث ہے جو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، "جب حافظ قرآن مرتا ہے خدا زمین کو حکم فرماتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھانا، زمین عرض کرتی ہے: اے رب! میں اس کا گوشت کیسے کھاؤں گی جبکہ تیرا کلام اس کے سینے میں ہے۔" ابن مندہ نے کہا اس باب میں حضرت ابو ہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔ شیخ نے اس پر "قرآن پر عامل" کی قید کا اضافہ کیا۔ اقول مگر عامل قرآن اگر حافظ قرآن نہ ہو تو بھی اس کے لئے یہ امید ہے۔ مروزی نے قتادہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ زمین اس کے جسم پر مسلط نہیں

وہو محمل اثر مجاہد المؤمنون اطول الناس اعناقاً يوم القيمة ولا يد ودون في قبورهم سراة عبد الرزاق و ذلك بدليل الجزء الاول اطول الناس الخ۔

اما حامل القرآن فحدیث ابن مندة عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما انه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا مات حامل القرآن اوحى الله الى الامراض ان لا تاكلى لحمه ، فتقول الامراض اى رب كيف اكل لحمه وكلامك في جوفه قال ابن مندة وفي الباب عن ابى هريرة وابن مسعود۔

و مراد فيه الشيخ قيد العامل به اقول به ولكن العامل به مرجوله ذلك وان لم يكن حامله فقد اخرج المروزي عن قتادة قال بلغني ان الامراض لا تسلط على جسد

کی جاتی جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو، مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عاملِ قرآن کا وصف اس پر بھی صادق ہے جو خطا کار اور تائب ہو پھر وہ جس نے کوئی گناہ نہ کیا ایسا صالح ہوگا جو گناہ سے بالکل محفوظ رہا ہو۔ اور یہ وصف میرے خیال میں بچے کو شامل نہیں، اور زیادہ علم خدائے برتر کو ہے۔ اب اسے ملا کر پورے دس ہو گئے، (۱) نبی (۲) ولی (۳) عالم (۴) شہید (۵) مرابط (سرحد کا پاسبان) (۶) میت طاعون، محتب (۷) مؤذن محتب (۸) بہت ذکر کرنے والا (۹) حافظ قرآن (۱۰) وہ جس نے کوئی گناہ نہ کیا۔

تو جسے ہم کفن دے رہے ہیں مذکورین میں سے کوئی ایک ہے تو حال واضح ہے۔ ورنہ کیا معلوم کہ یہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے نہیں یا اسے شہدار کا درجہ حاصل نہیں۔ بلکہ اشار میں بھی ایسے ہیں جن کا جسم اس لئے متغیر نہیں ہوتا کہ عذاب زیادہ سخت ہو۔ پناہ خدائے قریب مجیب کی۔

اب رہا وہ کلام جو اس کی تائید میں علامہ شامی نے فتح القدير کے حوالے سے پیش کیا کہ درہم، محراب اور دیوار اور کچھائی جانے والی چیز پر قرآن اور اسمائے الہی لکھنا مکروہ ہے (فتح کی عبارت ختم ہوتی، اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں، اس کی وجہ یہی احترام اور پامالی وغیرہ سے ابانت کا اندیشہ ہے، تو یہاں

الذی لم یعمل خطیئة الا ان یقال ان وصف العامل به حامل للخطاۃ الثواب ایضاً ثم الذی لم یعمل خطیئة هو الصالح المحفوظ ولا یشمل الصبی فیما اظہر ^{لے} واللہ تعالیٰ اعلم وبضم هذا تموا عشرة واللہ الحمد نبی ^{لے} ولی ^{لے} عالم ^{لے} شہید ^{لے} مرابط ^{لے} میت طاعون ^{لے} مؤذن محتب ^{لے} ذکار ^{لے} حامل القرآن ^{لے} من لم یعمل خطیئة -

فان كان من تكفنه احد هؤلاء فذاك والا فما يدريك ان هذا المسلم ليس من اولياء الله تعالى اوله ينل منازل الشهداء بل من الاشرار من لا يتغير جسده تشديداً للتعذيب والعياذ بالله القريب المجيب -

هذا واما ما ايداه به المحشى
مما قدم عن الفتح انه تكرر كتابته القرآن واسماء الله تعالى على الدراهم المحاريب والمجدرات وما يفرش احد ما في الفتح قال المحشى فما ذلك الا لاحترامه وخصيئته وطئه ونحوه مما فيه اهانة،

لے مروزی مسانید فی الحدیث
لے رد المحتار مطلب فیما لکتب علی کفن المیت

مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۶

ممانعت بدرجہ اولیٰ ہوگی جب تک کہ مجتہد سے ثبوت نہ ہو یا اس بارے میں کوئی حدیث ثابت منقول نہ ہو۔
— یہی وہ بات ہے جو ان کے لئے اپنے مذہب کے امام صفار حنفی کے قول سے عدول کر کے ایک شافعی متاخر امام ابن الصلاح کا قول لینے پر باعث ہوئی۔
فاقول (تو میں کہتا ہوں) بچھونے پر رکھا

تو بروقت امانت ہے یا ایسے کام کا قصد ہے جو بے حرمتی سے جدا ہونے والا نہیں۔ یہ تو ہمارے مجتہد سے خارج ہے اور اس کے مکروہ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ رہا باقی چیزوں پر رکھنا تو ان کے بارے میں مسئلہ اختلافی ہے۔ — دراہم سے متعلق تو جو اہر اخلاطی کی عبارت ابھی ہم پیش کر آئے (دیوار و محراب سے متعلق ملاحظہ ہو) امام اجل قاضی خاں اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: اگر دیواروں پر قرآن لکھا تو بعض نے کہا: امید ہے کہ جائز ہوگا، اور بعض نے لوگوں کے پاؤں تلے پڑنے کے اندیشے کی وجہ سے اس کو مکروہ کہا۔ — اس عبارت میں امید جواز کو انہوں نے مقدم رکھا ہے۔ — اور جیسا کہ اپنے فتاویٰ کے دباچے میں وہ تصریح فرما چکے ہیں جسے وہ مقدم رکھتے ہیں وہی "انظر اشہر" ہوتا ہے۔ — اور جیسا کہ علامہ سید ططاوی پھر خود علامہ شامی نے تصریح فرمائی ہے وہی "معمد" ہوتا ہے۔ — ایسی صورت میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے اونٹوں کی ران پر

فالمتمع هنا بالاولیٰ مالہ یثبت عن المجتہد
او ینقل فیہ حدیث ثابت اللہ و هذا
الذی حملہ علی العدول عن قول
امام مذہبہ الصفار الحنفی الی قول الامام
ابن الصلاح من متاخری الشافعیۃ۔

فاقول اما الکتابۃ علی الفرائض

فامتہان حاضر او قصد ما لا ینفک عن
التہا ون فلیس مما نحن فیہ ولا کلاماً
فی کراہتہ و اما علی البواقی
فالمسئلۃ مختلف فیہا وقد اسمعناک
انقما ما فی جواہر الاخلاطی
فی حق الدراہم و قال الامام
الاجل قاضی خان فی فتاواہ
لو کتب القران علی الحیطان والجدران
بعضہم قالوا یرجی ان یجوز و بعضہم
کرہوا ذلک مخافۃ السقوط تحت اقدام
الناس اللہ فقد قدم رجاء الجواز و هو
کما صرح بہ فی دیباچۃ فتاواہ
لا یقدم الا الاظہر الا شہر و یکون
کما نص علیہ العلامة السید الطحطاوی
ثم السید المحشی هو المعتمد فاذا
فلتکن الکتابۃ المعہودۃ علی الخناذ
الابل من لدن سیدنا الفاروق الاعظم رضی اللہ

لہ رد المحتار مطلب فیما یتب علی کفن المیت مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۷۰۷
لہ فتاویٰ قاضی خان کتاب المحظور والابارتہ فصل فی التسبیح من المحظر مطبوعہ نوکشور لکھنؤ ۴/ ۷۹۲

تعالى عند مرجحة لقول الجوانرات
فرضنا المساواة والا فلا نسلمها من
الاصل فان الكتابة على المحاريب و
الجدران انما يكون المقصود بها
غالباً الزينة وليست من الحاجة في
شيء فالمنع ثمه لا يستلزم المنع حيث
الحاجة ماسة كالتمييز والتبرك و
التوسل للنجاة باذن الله تعالى
فافهم والله سبحانه وتعالى
اعلم.

لکھی جانے والی تحریر محمود و معلوم سے قول جواز کہ
ترجیح ہونی چاہئے۔ اگر دونوں تحریروں میں ہم
مساوات مانیں۔ ورنہ اسے ہم سرے سے نہیں
مانتے اس لئے کہ محرابوں اور دیواروں پر لکھنے سے
عموماً زینت مقصود ہوتی ہے۔ یہ کوئی حاجت کی چیز
ہی نہیں۔ تو اگر اس میں مانعت ہے تو یہ اس کو
مستلزم نہیں کہ وہاں بھی مانعت ہو جہاں حاجت
ہے جیسے امتیاز پیدا کرنا، برکت حاصل کرنا، باذن الہی
نجات کا وسیلہ بنانا۔ تو اسے سمجھو۔ اور
خدائے پاک بزرگ و برتر خوب جاننے والا ہے (ت)

مقام چہارم: جب خود کفن پر ادعیہ وغیرہ تبرک لکھنے کا جواز فقہاً و حدیثاً ثابت ہے تو شجرہ شریف
رکھنا بھی بلاشبہ اسی باب سے ہے بلکہ بالاولیٰ اول تو اسمائے محبوبان خدا علیہم التحیة والثناء سے توسل و
تبرک بلاشبہ محمود و مندوب ہے۔ تفسیر طبری پھر شرح مواہب لدنیۃ للعلامة الزرقانی میں ہے:
اذ کتب اسماء اهل الکہف فی شیء والقی فی
النار اطفئت لہ
جب اصحاب کہف کے نام لکھ کر آگ میں ڈال دئے
جائیں آگ بجھ جاتی ہے۔

تفسیر نیشاپوری علامہ حسن بن محمد بن حسین نظام الدین میں ہے:

عن ابن عباس ان اسماء اصحاب الکہف یصلح
للطلب والهرب و اطفاء الحریق تکتب فی
خرقة ویرجی بھافی وسط النار، و لیکام
الطفل تکتب و توضع تحتہ سراسہ فی
المهد، و للحرث تکتب علی القرطاس و
ترفع علی خشب منصوب فی وسط الزرع
و للضربان و للحمی المثلثة و الصداع
یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
ہے کہ اصحاب کہف کے نام تحصیل نفع و دفع ضرر
اور آگ بجھانے کے واسطے ایک پرچہ میں لکھ کر
آگ میں ڈال دیں، اور پتھر روتا ہو تو لکھ کر گھوارے
میں اس کے سر کے نیچے رکھ دیں، اور کھیتی کی حفاظت
کے لئے کاغذ پر لکھ کر کزیج کھیت میں ایک لکڑی گاڑ کر
اُس پر باندھ دیں، اور رگیں تپکنے اور باری و آبخار اور درو

والغنى والجاه والمدخول على السلاطين
تشد على الفخذ اليمنى ولعسر الولادة
تشد على فخذها الايسر، ولحفظ السمال
والركوب في البحر والنجاة من القتل
امام ابن حجر مکی صواعق محرقة میں نقل فرماتے ہیں،

جب امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیشاپور میں تشریف لائے، چہرہ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا، حافظان حدیث امام ابو ذر عہد رازی و امام محمد بن اسلم طوسی اور ان کے ساتھ بیشمار طالبان علم و حدیث حاضر خدمت نور ہوئے اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اپنا جمال مبارک ہمیں دکھائیے اور اپنے آبلے کرام سے ایک حدیث ہمارے سامنے روایت فرمائیے، امام نے سواری روکی اور غلاموں کو حکم فرمایا کہ پردہ ہٹالیں غلت کی آنکھیں جمال مبارک کے دیدار سے ٹھنڈی ہوئیں۔ دو گیسو شانہ مبارک پر لٹک رہے تھے۔ پردہ ہٹتے ہی غلت کی یہ حالت ہوئی کہ کوئی چلتا ہے، کوئی روتا ہے، کوئی خاک پر لوثا ہے، کوئی سواری مقدس کا سُم چومتا ہے۔ اتنے میں علمائے آواز دی و خاموش سب لوگ خاموش ہو رہے۔ دونوں امام مذکور نے حضور سے کوئی حدیث روایت کرنے کو عرض کی، حضور نے فرمایا:

حدثني ابو موسى الكاظم عن ابيه جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر عن ابيه زين العابدين عن ابيه الحسين بن علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنهم قال حدثني جبيلي وقره عيني رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال حدثني جبيريل قال سمعت رب العزة يقول لا اله الا الله حصني فمن قال دخل حصني امن من عذابي
يعني امام علي رضا امام موسى كاظم وه امام جعفر صادق وه امام محمد باقر وه امام زين العابدين وه امام حسين وه علي مرتضى رضي الله تعالى عنهم سے روایت فرماتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ ان سے جبیریل نے عرض کی کہ میں نے اللہ عزوجل کو فرماتے سنا کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے تو جس نے اسے کہا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا، میرے عذاب سے امان میں رہا۔

یہ حدیث روایت فرما کر حضور رواں ہوئے اور پردہ چھوڑ دیا گیا، دو اتوں والے جو ارشاد مبارک لکھ رہے تھے شمار کئے گئے، بیس ہزار سے زائد تھے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لو قرأت هذا الاسناد على مجنون
لبرئ من جنه ليه
یہ مبارک سند اگر مجنون پر پڑھو تو ضرور اسے جنون سے شفا ہو۔

اقول فی الواقع جب اسمائے اصحاب کھف قدست اسرار ہم میں وہ برکات ہیں حالانکہ وہ اولیائے عیسویں میں سے ہیں تو اولیائے محمدیہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلام علیہ وعلیہم اجمعین کا کیا کہنا، ان کے اسمائے کرام کی برکت کیا شمار میں آسکے۔ اے شخص! تو نہیں جانتا کہ نام کیا ہے، مسمیٰ کے انجائے وجود سے ایک نحو ہے، امام فخر الدین رازی وغیرہ علماء نے فرمایا ہے کہ وجود شعی کی چپار صورتیں ہیں؛ وجود اعیان میں، علم میں، تلفظ میں، کتابت میں۔ تو ان دو شق اخیر وجود اسم ہی کو وجود مسمیٰ قرار دیا ہے بلکہ کتب عقائد میں لکھتے ہیں: الاسم عین المسمی نام عین مسمی ہے۔ امام رازی نے فرمایا: المشہور عن اصحابنا ان الاسم هو المسمی مقصود اتنا ہے کہ نام کا مسمی سے اختصاص کپڑوں کے اختصاص سے زائد ہے اور نام کی مسمی پر دلالت تراشہ ناخن کی دلالت سے افزوں ہے، تو خالی اسماء ہی ایک اعلیٰ ذریعہ تبرک و توسل ہوتے نہ کہ اسمی سلاسل علیہ کہ اسناد اتصال محبوب ذوالجلال و بھضرت عزت و جلال ہیں جل جلالہ، وصلى الله تعالى عليه وسلم، اور اللہ و محبوب و اولیاء کے سلسلہ کرام و کرامت میں انسا کے شجرہ طیبہ سے بڑھ کر اور کیا ذریعہ توسل چاہئے، پھر کفن پر رکھنا کہ ہمارے ائمہ نے جسے جائز فرمایا اور امید گاہ مغفرت بنایا، اور بعض شافعیہ کو اس میں خیال تنجیس آیا، شجرہ طیبہ میں اس کا خیال بھی لزوم نہیں۔ کیا ضرور کہ کفن ہی میں رکھیں بلکہ قبر میں طاق بنا کر خواہ سر ہانے کہ نکیرین پائنتی کی طرف سے آتے ہیں ان کے پیش نظر ہو خواہ جانب قبلہ کہ میت کے پیش رو رہے اور اس کے سکون و اطمینان و اعانت جواب کا باعث ہو، باذنہ تعالیٰ ولہ الحمد۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی رسالہ "فیض عام" میں شجرہ قبر میں رکھنے کو معمول بزرگان دین بتا کر سر ہانے طاق میں رکھنا پسند کیا۔ یہ امر واسع ہے بلکہ ہماری تحقیق سے واضح ہوا کہ کفن میں رکھنے میں جو کلام فقہاء بتایا گیا وہ متاخرین شافعیہ ہیں، ہمارے ائمہ کے طور پر یہ بھی روا ہے۔ ہاں حشر و ج عن الخلاف کے لئے طاق میں رکھنا زیادہ مناسب و بجا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و حکم۔

لہ الصواعق المحرقة الفصل الثالث فی الاحادیث الواردة فی بعض اہل البیت مطبوعہ مکتبہ مجدیہ ملتان ص ۲